جمعۃالوداع میں قضاء عمری کا جواز

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام مسئلہ ھذا کی بابت کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ یعنی جمعۃ الوداع کو قضاء عمری کے نام سے پانچوں نمازیں مع وتر پڑھی جاتی ہیں۔ اور مغرب و وتر میں مزید ایک رکعت کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا کہ ہے کہ جو شخص یہ عمل کرے تو اس کی ستر سالہ قضاشدہ نمازوں کا کفارہ ہے۔ کیا مذکورہ عمل سلف وصالحین سے ثابت ہے۔ بینوا و توجروا

سائل: محمد فرزام عالَم ساکن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب

جاننا چاہئے کہ قضاء عمری کا مفہوم یہ ہے کہ پانچ نمازوں کی قضاء وتروں کے ساتھ رمضان کے آخری جمعہ میں بعد نمازِ جمعہ ادا کرنا۔ اور اس کی غرض حصولِ ثواب کثیرہ اور نمازوں میں تاخیر کے گناہ کی معافی اور نقصانات کا جَبیرہ ہے۔ اور ان پانچ نمازوں کی قضاء کرنے سے مسلمان اپنے ذمہ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ (یعنی نمازوں میں جو سُنتیں چھوٹ گئیں یا جن مکروہات کا ارتکاب ہوا تو اس وقت (یعنی رمضان) اور اس نماز (یعنی قضاء عمری) کی برکت سے ان نقصانات کی تلافی ہو جاتی ہے)۔ کیونکہ وقت اور زمانے کی شرافت کی عظیم تاثیر ہے عملِ قلیل پر ثوابِ کثیر کے لئے۔ جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے جس کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔

عن سلمان الفارسی، قال: خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال: یا أیها الناس قد أظلکم شهر عظیم، شهر مبارك، شهر فیه لیلة خیر من ألف شهر، جعل

الله صيامه فريضة، وقيام ليله تطوعا، من تقرب فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه، ومن أدى فريضة فيه كان كمن أدى سبعين فريضة فيما سواه، وهو شهر الصبر، والصبر ثوابه الجنة، وشهر المواساة، وشهر يزاد في رزق المؤمن، من فطر فيه صائما كان له مغفرة لذنوبه، وعتق رقبته من النار، وكان له مثل أجره من غير أن ينقص من أجره شيء قلنا: يا رسول الله، ليس كلنا يجد ما يفطر الصائم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يعطي الله هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن أو تمرة أو شربة من ماء، ومن أشبع صائما سقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة، وهو شهر أوله رحمة، وأوسطه مغفرة، وآخره عتق من النار من خفف عن مملوكه فيه غفر الله له وأعتقه من النار۔

(شعب الایمان للبیہقی،فضائل شہر رمضان،حدیث نمبر:3455، مشکوۃ المصابیح ، کتاب الصوم، ص173/174اور زجاجۃ المصابح ج،1 کتاب الصوم، ص541)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہم سے خطاب فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظمت والا مہینہ سایہ فگن ہو چکا ہے، وہ برکت والا مہینہ ہے، وہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک عظیم رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالی نے اس کے روزوں کو فرض قرار دیا اور رات میں قیام کرنے کو نفل قرار دیا، اس مہینہ میں جس شخص نے نفل عمل کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور جس شخص نے اس میں ایک فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے دوسرے مہینہ میں ستر فرائض ادا کئے، وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور غمخواری کا مہینہ ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے، اس مہینہ میں جس نے ایک روزہ دار کو

افطار کروایا وہ اس کے گناہوں کی بخشش اور دوزخ سے اس کی گردن کی آزادی کا سبب ہے اور اس کے لئے روزہ دار کے ثواب کے برابر اجر و ثواب ہے روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہر شخص وہ نہیں پاتا جس کے ذریعہ ہم روزہ دار کو افطار کروائیں، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی یہ ثواب اس شخص کو دیتا ہے جس نے کسی روزہ دار کو دودھ کے گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ پر افطار کروایا اور جو شخص کسی روزہ دار کو شکم سیر کرتا ہے اللہ تعالی اس کو میرے حوض سے ایسا گھونٹ پلائے گا کہ وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک جنت میں داخل ہو جائے، اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام سے بوجھ کو کم کرے اللہ تعالی اس کی مغفرت فرمائیگا اور اسکو دوزخ سے آزاد فرمائے گا۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اس کو روایت کیا ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں ''کان کمن ادّٰی'' سے مراد مماثلتِ حکمی ہے یعنی عملِ قلیل پر ثوابِ کثیر کا ترتب۔ اور مماثلت حقیقی نہیں ہے۔ اور قضاء عمری میں اضافت، اضافتِ ظرفی ہے یعنی قضاء فی العمر یا اضافتِ لامی ہے بمعنی لام ہے اَیْ قضاء للعمر یعنی کثرتِ ثواب کے اعتبار سے یہ اس طرح ہے گویا کہ اس نے تمام عمر کی قضاء کرلی ہو نہ کہ یہ مطلب کہ اس کے ذمہ سے وہ نمازیں قضاء ہوئیں ان کو ادا کرنا ساقط ہو گئیں بلکہ جو نمازیں قضاء ہوئیں ان کو ادا کرنا لازم ہے۔

اور یہ پانچ نمازوں کی قضاء مع وتر ستر سال کی نمازوں کے مساوی سے مراد معادلۂ حقیقی نہیں ہے کہ اس طرح کرنے والے سے ستر سال کی نمازوں کا ذمہ ساقط ہو گیا۔ بلکہ اس سے مراد معادلہ فی الثواب ہے یعنی اس کو ثواب ستر سال کا دیا جائے گا۔ جیسا کہ ''لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

،القدر:2'' سے مراد ہزار مہینوں کا ثواب مراد ہے نہ کہ یہ مراد ہے کہ وہ ہزار مہینوں کی نمازوں کو چھوڑ دے۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: '' مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ،الانعام :160'' یعنی جس نے ایک نیکی کی اسے دس گُنا ثواب ملے گا۔ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی نے ایک نماز ادا کی تو اس سے دس نمازیں ساقط ہو گئیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نماز کا اسے دس گُنا ثواب دیا جائے گا۔ (وَ اللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَاءُ (البقرۃ ۲۶۱))

اور حدیث مبارکہ ہے کہ '' عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ'' (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ: جلد ۱ :صفحہ: ۲۲۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک رمضان المبارک میں ایک عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان میں ایک عمرہ ادا کرنا حج کی فرضیت کو ساقط کر دیتا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

'' قال رسول اللہ ﷺ من صلّی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ تامّۃ تامّۃ تامّۃ'' (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ: صفحہ: ۸۹)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر بیٹھا رہے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک سورج نکل آئے پھر دو رکعت ادا کرے تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تامۃ تامۃ تامۃ۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ (یعنی ایک حج و عمرہ کا مکمل ثواب ہے) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دو رکعت پڑھنے سے اس سے حج و عمرہ ساقط ہو گئے۔

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہاں مراد معادلہ حقیقی نہیں ہے۔ ''قال رسول اللہ ﷺ من قضا خمس صلوات فی آخر جمعۃ من رمضان کان ذٰلك جابرا لکلّ صلوٰۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ کذا فی النہایۃ شرح الھدایۃ''

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں پانچ نمازوں کی قضاء کی تو یہ اس کی ہر فوت شدہ نماز کے لئے جبیرہ ہوگا ستر سال تک۔ اور اسی طرح نہایہ شرح ہدایہ میں بھی ہے۔

اس لئے کہ حدیث شریف میں ''جابرا'' مذکور ہوا ہے۔ نہ کہ ''قائما''، مساویا، عادلا اورنہ بدلا ذکر ہے۔

''عن رسول اللہ ﷺ من قضٰی اٰخر الجمعۃ شھر رمضان خمس صلوات ویختم بالوتر کان کمن صلٰی صلوٰۃ سبعین سنۃ۔ اھ''۔ (نور الھدٰی ص ۴۹)

مولانا سید احمد شاہ صاحب اخوند کلے سوات تحریر فرماتے ہیں: اگر کسی سے نماز قضاء ہو جائے تو اس کا کفارہ صرف ایک نماز ہے اور فوائتِ کثیرہ (بہت سی قضاء نمازیں) اس سے ساقط نہیں ہوتیں۔ ملاحظہ ہو (تنویر الایمان ص ۳۸۲، واعلام المؤمنین علی الحق المبین ص ۹۳) یہ دونوں کتابیں سید احمد شاہ کی ہیں۔

اسی طرح مفتیٔ اعظم سرحد مولانا شائستہ گل صاحب رحمہ اللہ کی کتاب البرھان النفس الامری فی اثبات قضاء عمری ص ۵ وغیرہ اور اسی طرح سید احمد شاہ صاحب کا وہ رسالہ جس کو آپ نے مفتی فرید کے فتوی مجازفہ کے رد میں تحریر کیا ہے، یہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ مروجہ طریقۂ قضاء کا مقصد صرف اور صرف حصولِ ثوابِ کثیرہ ہے۔

شمس المعارف میں صاحبِ نہایۃ کی مجتہدیت کا حوالہ بھی موجود ہے اور یہ بھی کہ معادلۂ حقیقی کا کوئی بھی قائل نہیں، یہ مجوزین پر افتراء ہے) مگر پھر اس شمس المعارف میں یہ تصریح ہے کہ اس سے مراد مماثلت فی الاجر ہے نہ کہ معادلۂ حقیقی۔

اور یہ قضاء عمری رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من قضٰی اخر الجمعۃ فی شھر رمضان خمس صلوات ویختم بالوتر کان کمن صلی صلوٰۃ سبعین سنۃ ومن سراج المنیر من صلی قضاء خمس صلوٰۃ اخر شھر رمضان فی یوم الجمعۃ بعد الظھر ویؤذن لکل وقت یسقط عن رقبتہ ما فات فی سنۃ۔

(نہایۃ علی الھدایۃ، فتاوٰی نور الھدٰی ص ۴۹)

''عن علیؓ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو اراد اللہ ان یعذّب امّۃ محمد ﷺ من المؤمنین لما اکرمھم بشھر رمضان فمن صلّٰی الفائتۃ فی اٰخر جمعۃ من رمضان بین الظھر والعصر فکانّما صلّٰی سبعین سنۃ۔

(تذکرۃ الواعظین باب شرف رمضان: صفحہ: ۱۵۲ المحمد جعفر الحنفی)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ ﷺ کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا تو اسے شہر رمضان کے ساتھ کیوں مکرم فرماتا پس جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ظہر و عصر کے درمیان فوت شُدہ نماز ادا کی تو گویا کہ اس نے ستر سال کی نمازیں ادا کیں۔

فکانما صلی سبعین سنۃ میں کاف تشبیہی ہے اور مماثلتِ حقیقی مُراد نہیں ہے جیسا کہ بعض نے گمان کیا ہے بلکہ مراد زیادتِ ثواب میں مبالغہ ہے عملِ قلیل کے سبب سے۔

''عن رسول اللہ ﷺ من قضٰی خمس صلوات فی آخر جمعۃ رمضان ویختم بالوتر کان کمن ادّٰی ای صلّٰی سبعین سنۃ کذا فی الشامل مصنفۂ امام کبیر بیہقی اسماعیل بن الحسین الحنفی فی الفوائد البھیّہ: صفحہ: ۸۹'' میں ہے کہ الشامل کے مصنف امام کبیر بیہقی اسماعیل بن الحسین الحنفی ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں پانچ نمازوں کی قضاء کی اور وتر پر ختم کی تو گویا کہ اس نے ستر سال کی نمازیں ادا کیں۔ اسی طرح امام کبیر بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شامل میں ذکر کیا ہے۔ جو کوئی اس حدیث کو موضوع کہتا ہے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور علمائے کرام کو گالی دیتا ہے۔ (معاذ اللہ)

اسناد این نماز از حضرت رسالت پناہ ﷺ منقول است ہر کہ را نمازہا قضاء شدہ باشد و نداند عدد او کہ چند است باید کہ روز جمعہ چہار رکعت نفل بیک سلام بگذارد و بخواند در ہر رکعتے بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی ہفت بار۔۔۔ الخ۔ (نور الھدی ۴۸)

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: بعض جگہ مسلمان رمضان کے جمعۃ الوداع کے دن کچھ نوافل قضاء عمری پڑھتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں۔ اور لوگوں کو روکتے ہیں کہ قرآن کریم فرماتا ہے ارءیت الذی ینھی عبدا اذا صلی بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے۔ بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔ معلوم ہوا کہ کسی نمازی کو نماز سے روکنا سخت جرم ہے قضاء عمری بھی نماز ہے اس لئے روکنا جائز نہیں قضاء عمری کی اصل یہ ہے کہ تفسیر روح البیان پارہ 7 سورہ انعام زیر آیت ولتستبین سبیل المجرمین (پارہ 7 سورہ 6 آیت نمبر 55) اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ ایک حدیث نقل کی۔

ایما عبد او امۃ ترک صلوتہ فی جہالتہ لو تاب و ندم علی ترکھا فلیصل یوم الجمعۃ بین الظہر والعصر اثنتی عشرۃ رکعۃ یقرء فی کل منھا الفاتحہ و ایۃ الکرسی والاخلاص والمعوذتین مرۃ لا یحاسبہ اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ ذکرہ فی المختصر الحیاء۔

ترجمہ: جو مرد یا عورت نادانی سے نماز چھوڑ بیٹھے پھر توبہ کرے اور شرمندہ ہو اسکے چھوٹ جانے کی وجہ سے تو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان بارہ رکعتیں نفل پڑھے ہر رکعت میں سورہء فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور قل ھو اللہ احد اور فلق وناس ایک ایک بار پڑھے تو خدا تعالیٰ اس سے قیامت کے دن حساب نہیں لے گا۔اس حدیث کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا۔(تفسیر روح البیان ج 3، ص 53، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

صاحب روح البیان اس حدیث کا مطلب سمجھاتے ہیں کہ توبہ کرنے اور نادم ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ تارک الصلاۃ بندہ شرمندہ ہو کر تمام نمازیں قضاء پڑھ لے کیونکہ توبہ کہتے ہی اس کو ہیں پھر قضاء کرنے کا جو گناہ ہوا تھا اور اس نماز قضاء عمری کی وجہ سے معاف ہو جائیگا یہ مطلب نہیں ہے کہ نمازیں قضاء نہ پڑھو۔ صرف یہ نماز پڑھ لو سب ادا ہو گئیں (یہ) تو روافض بھی نہیں کہتے ہیں کہ ان کے یہاں چند روز کی نمازیں ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ سال بھر کی نمازیں نہ پڑھو۔ پس جمعۃ الوداع کو یہ بارہ رکعتیں پڑھ لو سب معاف ہو گئیں۔ مطلب وہی ہے جو صاحب روح البیان نے بیان فرمایا۔ اور مسلمان اسی نیت سے پڑھتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مشکوۃ کتاب الحج باب الوقوف بعرفہ میں ایک حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں حاجیوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ بارگاہ الٰہی سے جواب آیا کہ ہم نے مغفرت فرمادی سوائے مظالم (حقوق العباد) کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مزدلفہ میں دعا فرمائی۔ تو مظالم یعنی حقوق العباد بھی معاف فرمادئے

گئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی شخص کا قرض مارلو، کسی کو قتل کردو، کسی کی چوری کرلو اور حج کرآؤ۔ سب معاف ہو گیا۔ نہیں بلکہ ادائے قرض میں جو خلاف وعدہ تاخیر وغیرہ ہو گئی وہ معاف کردی گئی حقوق العباد بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔ اگر مسلمان قضائے عمری کے پڑھنے یا سمجھنے میں غلطی کرے تو اس کو سمجھادو۔ نماز سے کیوں روکتے ہو۔ اللہ توفیق خیر دے۔ اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے۔ (جاء الحق، ص:394، سعید الحق شرح جاء الحق، ص:710،711)

اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی قضاء عمری ثابت ہے۔

فتاویٰ فضلی میں محمد بن فضل نے ذکر کیا ہے کہ:

''انّ اباحنیفه رضی الله تعالی عنه جوّز قضاء خمس صلوات فی اٰخر جمعة رمضان من الفجر الی العشاء مع الوتر لتکون جبیرة لکل صلوٰة فاتته فی عمره علی سبعین سنة لا بدلا''

ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رمضان کے آخری جمعہ میں پانچ نمازیں مع الوتر کو جائز قرار دیا ہے تاکہ وہ ہر نماز جو اس کی عمر میں قضاء ہوئی ہو اس کے لئے جبیرہ ہو ستر سال تک اور یہ ان کا بدلہ نہیں ہے۔

اگر کسی شخص سے کوئی نماز فوت نہ بھی ہوئی وہ بھی قضاء عمری پڑھ سکتا ہے:

''قال فی الظهرية والخلاصة: رجل یقضی صلوات عمره مع انه لم یفته شئ منها احتیاطًا قال بعضهم یکره وقال بعضهم لایکره لانه اخذ بالاحتیاط لکنه لایقضی بعد صلوٰة الفجر ولا بعد

صلاۃ العصر ویقراء فی الرکعات کلھا الفاتحۃ مع السورۃ وقد قدمنا مال الفتاوی انه یصلی المغرب اربعًا بثلاث قعدات وکذا الوتر۔ اھ ''۔

(بحر الرائق ج۲ ص۸۰ وعالمگیری ج۱ ص۱۱۵)

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: عالمگیری ج۱ ص۱۲۱ و دِرِ مختار مع ردالمحتار ج۱ ص۷۵۳، قاضی خان ج۱ ص۱۱۰، عالمگیری ج۱ ص۱۲۴ نقلًا عن العتابیہ والمضمرات وغیرہ۔

یعنی اگر کسی شخص سے کوئی نماز فوت نہ بھی ہوئی ہو مگر وہ احتیاطًا اپنی عمر کی نمازوں کی قضاء کرتا ہو بعض علماء نے اسے مکروہ کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں کیونکہ اس نے احتیاط پر عمل کیا مگر نمازِ فجر اور عصر کے بعد یہ قضاء نہ کریں اور ساری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ بھی پڑھیں نمازِ مغرب اور وتر کو تین قعدوں کے ساتھ چار چار رکعت پڑھیں۔

اور عالمگیری (طبع پشاور) میں ہے: ''وفی العتابیه عن ابی النصر رحمۃ اللہ تعالی علیه فیمن یقضی صلوات عمرہ من غیر ان فاته شئ یر الاحتیاط فان کان لاجل النقصان والکراھۃ فحسن وان لم یکن لذالك لا یفعل والصحیح انه یجوز الا بعد صلوۃ الفجر والعصر وقد فعل ذٰلك کثیر من السلف لشبهۃ الفساد کذا فی المضمرات''۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۴)

یعنی بہتر اور مفتٰی بہ قول جواز کا ہے فساد کے شبہ کی وجہ سے بہت سے سلف نے یہ عمل کیا ہے۔

(طحطاوی ص۲۶۳ شامی ج ص۵۱۶ نقلًا از تاتار خانیہ)

وفی الحدیث المتفق علیه فمن اتقی الشبهات استبراء لدینه۔۔۔ الخ۔

(شامی ج۱ ص۵۹۶ مصری طبع وخلاصۃ الفتاوی ج۱ ص۱۹۲، وقاضی خان ج۱ ص۵۵ وغیرہ)

مروجہ قضاء عمری کا طریقہ:

ویقرأ فی الرکعات کلها الفاتحة مع السورة کذا فی الظهیریة وفی الفتاوی رجل یقضی الفوائت فإنه یقضی الوتروإن لم یستیقن أنه هل بقی علیه وترأو لم یبق فإنه یصلی ثلاث رکعات ویقنت ثم یقعد قدر التشهد ثم یصلی رکعة أخری فإن کان وترا فقد أداه وإن لم یکن فقد صلی التطوع أربعا ولا یضره القنوت فی التطوع۔

(الفتاوی الهندیة في مذهب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان، ج ۱، ص ۱۰۰)

اسی طرح فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں:

''اذا جائت الجمعة الاخیرة من رمضان ینبغی للمسلم ان یطّهّر بدنه تطهیرا کاملا ثم یؤدّی جمعته وبعد الفراغ من ذالك یصلّی خمس صلوات من الصبح الی العشاء مع الوتر یخیّر فی الاداء بالجماعة او الانفراد لکن اداء بالجماعة اولی یسیرا علی الناس ویکون ذالك جبیرة لما فات من الصلوٰة فی عمره بالجماعة۔

عیون الفقیه ابی اللیث سمرقندی: جلد:: باب الجمعة وکذا باب المرتد۔ ویصلی الوتر والمغرب بثلٰثة قعدات وضمّ الرکعة الرابعة وکذا فی الفتاوٰی الحجة لقاضی خان۔ وکلما شرع بالجماعة فالمسجد فیه افضل''(درمختار تراویح: صفحه:۴۷۳: وطحطاوی تراویح)

ترجمہ: ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری جمعہ آئے تو مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنے بدن کو پاک کرے مکمل طہارت کے ساتھ پھر نماز جمعہ پڑھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد پانچ نمازیں صبح سے عشاء تک وتر کے ساتھ ادا کرے اور اسے اختیار ہے کہ چاہے یہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھے یا تنہا پڑھے لیکن جماعت کے ساتھ پڑھنا لوگوں کے

لئے باعثِ آسانی ہے اور یہ ان نمازوں کے لئے جبیرہ ہو گا جو اس کی عمر میں جماعت سے چھوٹ گئی تھیں۔

(عیون الفقیہ میں، ابو اللیث سمرقندی (باب المرتد) فرماتے ہیں کہ وہ وتر اور مغرب کو تین قعدوں کے ساتھ ادا کرے گا اور ان کے ساتھ چوتھی رکعت بھی ملائے گا۔ اور اسی طرح تحفۃ المواعظ مصنفہ مولانا یعقوب چرخی میں بھی مذکور ہے اور اسی طرح فتاوی الحجۃ لقاضی خان میں بھی ہے۔

مروجہ قضاء عمری کا باجماعت اور مسجد میں ادا کرنا افضل ہے:

در مختار تراویح: صفحہ: ۴۷۳: اور طحطاوی تراویح میں ہے کہ ہر وہ نماز جس میں جماعت مشروع ہے اس کے لئے مسجد (میں ادا کرنا) افضل ہے۔ ''فان قیل ان قضاء عمری فی المسجد ممنوع بدلیل قولھم ویکرہ قضاءہ فی المسجد لان التاخیر معصیۃ فلا یظھرھا'' اگر کوئی یہ سوال کرے کہ قضاء معصیت ہے اور اظہار معصیت ناجائز ہے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ یہ نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ حضور ﷺ نے چار نمازیں اذان اور اقامت کے ساتھ مسجد میں ادا کیں ہیں اگر یہ معصیت ہوتا تو حضور ﷺ ایسا نہ کرتے۔ (ابو داؤد۔ نظم الرایہ: جلد:۱: قضاء الفوائت میں ذکر ہے) (شرح وقایہ باب قضاء الفوائت میں بھی ذکر کیا گیا ہے)

اور اسی طرح طحطاوی علی المراقی میں بھی ذکر ہے کہ:

''التعلیل لان القضاء معصیۃ لایطرّد ای غیر شامل للاحوال کلھا بل اذا کان قصدّیا واذا کان ضمنیّا غیر قصدیّا فلااثم لقولھم یغتفر فی الضمنیات ما لا یغتفر من القصدیات'' ۔
(طحطاوی علی المراقی:صفحہ:۲۴۴)

ترجمہ:اس کی تعلیل یہ ہے کہ کیونکہ قضاء معصیت ہے لیکن تمام احوال کو شامل نہیں ہے بلکہ صرف قصداً قضاء کو شامل ہے اور اگر یہ قضاء ضمنی غیر قصدی ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں ہے۔

''والثانی ان قضاء عمری قضاء شرع فیہ الجماعۃ کما مرّ من الاحادیث وماشرع بجماعۃ فالمسجد فیہ افضل''
(طحاوی المراقی۔ تراویح: صفحہ: ۲۴۷، در مختار:جلد: ۱ : تراویح:صفحہ:۴۷۲: وردالمحتار:جلد: ۱ :تراویح:صفحہ:۴۷۷و کبیری تراویح:صفحہ: ۴۵۱)

اور قضاء عمری ایسی قضاء ہے جس میں جماعت کو مشروع کیا گیا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں گزرا اور جو چیز جماعت کے ساتھ مشروع ہو اس کے لئے مسجد افضل ہے (یعنی مسجد میں ادا کرنا افضل ہے)اور فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''محل الجماعۃ المسجد'' یعنی جماعت کا مقام مسجد ہے۔ (شامی:جلد: ۱ :نوافل:صفحہ:۴۵۸)

''فظھر ان قضاء عمری فی المسجد افضل'' پس اس سے ظاہر ہوا کہ قضاء عمری مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔ (منحۃ الخالق اذان:صفحہ:۱۰۲)

''والثالث ان قول العلماء ان القضاء یحکی الاداء''

یعنی علماء کرام کا یہ قول ہے کہ قضاء، اداء کی حکایت ہے۔(یعنی قضاء کرنا گویا کہ اداء کرنا ہے)
(فی الھدایۃ والبحر والکافی والمبسوط ثم الھندیۃ:جلد: ۱ :اذان:صفحہ:۷۴)

''والاداء فی المسجد محمود فکذا القضاء فی المسجد محمود فبطل الدعوی''

اور اداء مسجد میں محمود یعنی پسندیدہ ہے پس اسی طرح قضاء بھی مسجد میں پسندیدہ ہے پس دعویٰ باطل ہے۔

''والرابع ان قضاء العمری فرض وقد قال رسول اللہ ﷺ افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ۔۔۔الخ۔ (بحر الرائق:جلد:۲:تراویح:صفحہ:۶۸)

فثبت بہ افضلیۃ قضاء عمری فی المسجد'' اور چوتھی بات یہ ہے کہ قضاء عمری فرض (نمازوں کی) ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں ہے۔

پس اس سے قضاء عمری کا مسجد میں پڑھنا افضل ثابت ہوا۔

''والخامس ان القضاء والاداء من اقسام المامور بہ''

(المنار ونور الانوار۔ امر۔ صفحہ:۳۳: والحسامی والمولوی امر:صفحہ:۱۸۵: والشامی:جلد:۱:قضاءالفوائت:صفحہ:۴۸۸:وطحطاوی قضاء:صفحہ:۲۶۳:وفاتح القدوری قضاء:صفحہ:۱۷)

''ولابد لما مور بہ من صفۃ الحسن ضرورتا ان الاٰمر حکیم کالتصدیق والصلوٰۃ والزکوٰۃ''

(ملخصًا المنار ونور الانوار امر:صفحہ:۴۴:والحسامی والمولوی امر:صفحہ:۳۳۵)

''فثبت ان قضاء عمری حسن فلا معصیۃ فبطل التعلیل والدعوی''

اور پانچویں بات یہ ہے کہ قضاء اور اداء دونوں مامور بہ کی اقسام میں سے ہیں۔ اور مامور بہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اچھی اور پسندیدہ صفت سے ہو کیونکہ اُمر (حکم دینے والا) حکیم ہے جیسا کہ تصدیق اور نماز اور زکوٰۃ میں اچھی صفت ہے۔

پس ثابت ہوا کہ قضاء عمری پسندیدہ ہے معصیت نہیں ہے لہٰذا تعلیل اور دعویٰ دونوں باطل ہیں۔

قضاء عمری نفل ہے اور نفل کی جماعت مکروہ تحریمی ہے:

اور اگر یہ کہا جائے کہ قضاء عمری نفل نماز ہے اور نفل کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

''وقد یجاب بان الکراھۃ مختصۃ بالنفل المقصود الخ''

(شامی:جلد:۱:سھو:صفحہ:۵۰۲)

اور یہ جواب بھی ہے کہ یہ کراہت نوافل مقصودہ کے ساتھ خاص ہے۔

''قال ابن العابدین وھذا کلہ لوکان الکل متنفلین، أما لو اقتدی متنفلون بمفترض فلا کراھۃ الخ'' (شامی:جلد:۱:تراویح:صفحہ:۴۷۶)

علامہ ابن عابدین نے کہا ہے کہ یہ بات اس وقت ہوگی (یعنی نفل کی جماعت مکروہ ہوگی) جب کہ تمام کے تمام نفل ادا کر رہے ہوں جبکہ متنفل کی نماز مفترض کے پیچھے (یعنی اس کی اقتداء میں) بلا کراہت جائز ہے۔

''وقالوا لایوتر ولاالتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ''

(تنویر الابصار و در مختار:جلد:۱:تراویح:صفحہ:۴۷۶)

''فظھر بہ ان الوتر والتطوع بجماعۃ فی رمضان غیر مکروہ''

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نماز وتر اور نماز نفل کی جماعت غیر رمضان میں نہیں ہے یعنی غیر رمضان میں مکروہ ہے۔

پس اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وتر اور نفل کی جماعت رمضان میں مکروہ نہیں ہے۔

مروجہ قضاء عمری سے منع کرنے والے:

''قال فی بعض الروایۃ ما قال الخوارج خذلھم اللہ تعالی باداء الصلوٰۃ فی آخر الجمعۃ من رمضان یسمّی بقضاء عمری ثواب لا یحصی تقدیرھا اختراع علی النبی ﷺ واتفقوا علی ان الکذب علی النبی ﷺ من الکبائر فلایجوز ادائھا۔۔۔الخ''۔ (ص ۴۹)

یعنی بعض روایات میں فرمایا ہے جو خوارج نے کہا (اللہ تعالیٰ ان کو رُسوا کرے) کہ رمضان المبارک کے آخری جمعے میں نماز ادا کرنا جس کو قضاء عمری سے موسوم کیا جاتا ہے اتنا ثواب جس کا کوئی اندازہ نہیں یہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ لہٰذا قضاء عمری جائز نہیں۔

میزان کبریٰ میں امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں۔

''ان کل من رد قول من اقوال علمائنا واخرجہ عنھا فکانہ ینادی علی نفسہ بالجھل ویقول الا اشھدوا انی جاھل بدلیل ھٰذا القول من السنۃ والقرآن۔ اھ''۔

آگے جاکر ص ۲ پر لکھتے ہیں:

''لاینبغی لاحد قط ان یخطئ مجتھدًا او یطعن فی کلامہ لان الشرع الذی ھوحکم اللہ تعالی قد رقر رحکم المجتھد فصار شرعا للہ تعالی بتقریر اللہ تعالی ایاہ''۔

آگے جاکر لکھتے ہیں:

''فکل من خطاء مجتھدًا بعینہ فکانہ خطا الشارع فیما قررہ حکما۔ انتھی''۔
(میزان شعرانی ص ۲۶)

یعنی جس نے علماء (مجتہدین) کے اقوال میں سے کسی قول کو رد کیا اور اس کے علاوہ دوسرا قول کیا تو گویا یہ اپنی جہالت کا اعلان کرتا ہے اور کہتا کہ خبر دار: گواہ رہو کہ میں سنت و قرآن کی اس دلیل کی بناء پر جاہل و بے علم ہوں۔ کسی شخص کیلئے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ کسی مجتہد کو خطاء کی نسبت کرے یا اس کے کلام پر طعن کرے کیونکہ شریعت جو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، مجتہد کے حکم کو ثابت کیا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے شریعت ہوا اللہ تعالیٰ ہی کے ثابت کرنے کی وجہ سے تو جس نے ایک خاص مجتہد کی طرف خطاء کی نسبت کی تو گویا اس نے اس شریعت کو جسے اللہ تعالی کے حکم نے مقرر کیا ہے، خطاء کی نسبت کی۔

حضرت فخر المتاخرین مفتی سید احمد علی شاہ صاحب دامت فیوضاتھم العالیہ فرماتے ہیں: جو حضرات مروجہ قضاء عمری سے لوگوں کو منع کرتے ہیں تو وہ ابو جہل کے پیروکار ہیں اور اس آیت کی وعید میں داخل ہیں۔ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّى (العلق ١٠) بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔ "کیا سورۃ العلق کے پہلی پانچ آیات کے علاوہ ساری سورت ابو جہل اور رسول مقبول ﷺ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی؟ علمائے دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی اور مفتی شفیع کی تفسیر بیان القرآن اور معارف القرآن ملاحظہ ہو تو آپ کو پتہ چلے گا کہ نماز ادا کرنے والے رسول مقبول ﷺ تھے اور منع کرنے والا ابو جہل تھا تو جس نماز سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع نہیں فرمایا اور آپ منع کرتے ہیں تو یقیناً اس وعید میں داخل ہیں۔ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَى (٩) عَبْدًا إِذَا صَلَّى (العلق ١٠) بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔ "کیا ماہ رمضان کے آخری جمعہ میں نماز جمعہ کے بعد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے؟ اگر فرمایا ہو تو مانعین قضاء عمری بتائیں ورنہ اس وعید خداوندی کی زد میں

ضرور بالضرور آئیں گے۔ خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جن کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

عن العرباض بن سارية عليكم بسُنَّتی وسُنَّةِ الخلفاءِ الراشدِينَ۔

(أخرجه أبو داود (٤٦٠٧)، والترمذي (٢٦٧٦)، وابن ماجه (٤٢)، وأحمد (١٧١٤٥) مطولاً.)

وہ تو لوگوں کو نماز جو کہ عید کے دن عید گاہ میں نفل ہے منع نہیں فرماتے تھے تاکہ وعید خداوندی مذکور کی زد میں نہ آجاؤں۔

ملاحظہ ہو بدائع والصنائع فی احکام الشرائع ج ا ص ۲۹۷ و مبسوط سرخسی ج ا ص ۱۵۹ و شامی ج ا ص ۲۱۴ و کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ لعبدالوہاب شعرانی ج ا ص ۱۹۱ و فیض الباری ج ۲ ص ۳۷۳ و ۳۵۹ و روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۱۵ وغیرہ۔

بلکہ اللہ تعالیٰ سورۃ العلق کی آخری آیت شریفہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (۱۹) ہاں ہاں اس کی نہ سنو اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ۔" اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا (الانعام ۷۰) اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنالیا۔" رئیس المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اس آیت کی تفسیر کچھ یوں منقول ہے۔ {وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ} يعني اليهود) والنصارى ومشركي العرب اتخذوا دين آبائهم المؤمنين {لعبا} ضحكة {ولهوا} استهزاء۔ (الانعام ۷۰ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

"یعنی ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو پکڑا یعنی یہود و نصاری اور مشرکین عرب کو چھوڑ دو انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کے ساتھ ہنسی اور استہزاء کیا۔"

محترم قارئین ! یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ سلفِ صالحین جن میں مانعین قضاء عمری کے اجداد بھی ہیں قضاء عمری کرتے تھے اور اب مانعین قضاء عمری ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔اس لئے بنص قرآن ایسے لوگوں کی اتباع جائز اور روا نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب کی یاد تازہ کرتے ہیں۔باقی تفصیل پہلے ذکر ہو چکی ہے اور قضاء عمری مستحب ہے اور مستحب کا قبیح جاننا کفر ہے۔

اور عصام علی البیضاوی پھر نفائس مطلوبہ ص ۲۲ پر ہے: **استقباح المستحب کفر** یعنی مستحب کا استقباح (قبیح جاننا یا کہنا) کفر ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ : بعض جگہ مسلمان رمضان کے جمعۃ الوداع کے دن کچھ نوافل قضاء عمری پڑھتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں۔اور لوگوں کو روکتے ہیں کہ قرآن کریم فرماتا ہے ارءیت الذی ینھی عبدا اذا صلی بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے۔ بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔معلوم ہوا کہ کسی نمازی کو نماز سے روکنا سخت جرم ہے قضاء عمری بھی نماز ہے اس لئے روکنا جائز نہیں۔(جاء الحق، ص:394، سعید الحق شرح جاء الحق، ص:710،711)

اسی طرح در مختار صفحہ:۱۱۴: پر ہے۔ **”العوام فلایمنعون من تکبیر و لا تنفل اصلا لقلۃ رغبتھم فی الخیرات و کذا صلوٰۃ الرغائب و البراءۃ و القدر لان علیًّا رضی اللہ تعالی عنہ رأی رجلا یصلی بعد العید فقیل اما تمنعہ یا امیر المؤمنین فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال اللہ تعالی ارأیت الذی ینھی عبدًا اذا صلّی“**

ترجمہ: عوام کو تکبیر کہنے اور نفل وغیرہ پڑھنے سے منع نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان میں نیکیوں کی رغبت کم ہوتی ہے اور اسی طرح صولٰۃ الرغائب، اور شبِ قدر و برأت میں نفل وغیرہ پڑھنا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو نمازِ عید کے بعد نفل پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان سے

پوچھا گیا کہ آپ اسے منع کیوں نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس وعید میں داخل نہ ہو جاؤں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو اس شخص (ابو جہل) کو جو منع کرتا ہے بندہ کامل (محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو جب وہ نماز پڑھتے ہے۔

اور اسی صفحہ پر ہے:

"ان الکسالی العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لایمنعون لأنھم اذا منعوا ترکوھا اصلاً واداءھا مع تجویز اھل الحدیث لھا اولٰی من ترکھا أصلا"

ترجمہ: سُست عوام اگر نمازِ فجر سورج نکلتے وقت پڑھے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر اسے منع کر دیا گیا تو وہ اسے بالکل چھوڑ دیں گے اور بعض اصحاب وائمہ حدیث کے نزدیک اس کا ادا کرنا جائز ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

اور حدیقۃ الندیہ میں ہے (صفحہ: ۱۵۰):

"ومن ھٰذا القبیل نھی الناس عن صلوٰۃ الرغائب بالجماعۃ وصلوٰۃ لیلۃ القدر ونحو ذالک وان صرح العلماء بالکراھۃ بالجماعۃ فیھا فلایُفتٰی بذلک العوام لئلّاتقل رغبتھم فی الخیرات وقد اختلف العلماء فی ذلک فصنف فی جوازھا رسالۃ مستقلۃ ای بعدم الکراھۃ منھم ابن الصلاح من آئمۃ الشافعیۃ وھو من الکبار المحدثین فابقاء العوام راغبین فی الصلوٰۃ اولٰی من تنفیرھم منھا"۔

ترجمہ: لوگوں کو نمازِ رغائب باجماعت ادا کرنے اور لیلۃ القدر کے موقع پر نماز وغیرہ پڑھنا بھی اسی قبیل سے ہے اگرچہ علماء نے ان کی جماعت کے بارے میں کراہت کی تصریح کی ہے مگر عوام کو یہ فتویٰ نہ دیا جائے تاکہ ان کی نیکیوں میں رغبت کم نہ ہو۔ علماء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے اور اس بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے ان میں سے ابن الصلاح شافعی ہیں جو کبار محدثین میں سے ہیں۔ اور عوام کو نماز کی طرف راغب رکھنا انہیں نفرت دلانے سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قضاء عمری ایک مستحب عمل ہے کوئی اس پر عمل کرے گا تو ثواب پائے گا اور اگر نہ کرے تو یہ اس کی اپنی مرضی۔ لیکن ایک امر مستحب کو واجب الترک کہنا اور لوگوں کو اس سے روکنا اور اس کے حوالے سے صاحبِ نہایہ جیسے بزرگ کی حدیث کو موضوع قرار دینا بالکل نامناسب ہے۔ اور مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ قضاء عمری سلف صالحین سے عملاً بھی ثابت ہے۔ اور سلفِ صالحین کا فعل قوی حجت اور دلیل ہے جیسا کہ زیلعی: جلد: ۱: (اذان) صفحہ: ۹۳: میں ہے کہ "فعل السلف من اقوی الحجج" سلف صالحین کا فعل (یعنی جو فعل ان سے صادر ہوا وہ مسلمانوں کے لئے) قوی دلیل ہے۔

اور شامی: جلد: ۱: اوقات: صفحہ: ۲۸۸: پر ہے۔ "کل خیر فی اتباع من سلف" گزرے ہوئے مسلمانوں کی پیروی کرنے میں ہی خیر ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "وقال ابنُ مَسعودٍ: مَن کان مُستَنًّا فلْیَستَنَّ بمَن قدمات"

(رواہ ابو داؤد رزین مشکوٰۃ اعتصام: صفحہ: ۱۴، شعیب الأرنؤوط (ت ١٤٣٨)، تخريج شرح السنة ١/٢١٤• تخريج مشكاة المصابيح ١٩١،)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میں کس طریقے کی پیروی کروں تو اسے چاہئے کہ گزرے ہوئے بزرگوں کی پیروی کرے۔

اس مسئلے کے بارے میں پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت علامہ مفتی پیر سید احمد علی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دو قلمی نسخے " قہرِ خداوندی بَر مُنکرِ قضاء عمری" اور "احسان الباری علی فاعل قضاء عمری" اور پیرِ طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا محمد روشن کوکاروی دامت برکاتھم العالیہ کی تصنیف "مسائل قضاء عمری" اور پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، حضرت علامہ مفتی پیر سید عبد

الحق شاہ الحنفی السیفی دامت برکاتھم العالیہ "ثبوت قضاء عمری" کا مطالعہ بھی مفید رہے گا جو کہ مدلّل اور اپنے موضوع پر جامع ہیں۔

محررہ: مولوی محمد عزیر الحنفی السیفی

24 رمضان المبارك 1443 بمطابق 26 اپریل 2022

مدرس: "الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ" و "جامعۃ رضویۃ شمس العلوم"

نوٹ: ہر سال کی طرح اس سال بھی آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ میں بعد نماز جمعہ (جمعۃ الوداع) قضاء عمری کی نماز باجماعت ادا کی جائے گی احباب شرکت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

بمقام: آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ فقیر کالونی گو پیٹرول پمپ کے سامنے والی گلی، پریشان چوک، فقیر کالونی ـــــ 10